UG Sem-5
CC-11

میر امن

اردو نثر ابھی داستان کے دور سے باہر نہیں نکلی تھی کہ انگریزوں کا دار دورہ ہندوستان میں قائم ہو گیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی تجارت چھوڑ کر حکومت کرنے لگی اور برطانیہ کی سلطنت کی جانب سے یہاں گورنر جنرل بحال کئے جانے لگے۔ جب حکومت کا کام کاج پھیلا تو کئی عملی دشواریاں بھی سامنے آئیں۔ سب سے بڑی دشواری تھی یہاں کی زبان کی۔ یہاں ہر تھوڑے فاصلے پر زبان بدل جاتی تھی۔ ہر علاقے کی بولی جدا تھی ان کی تعداد سینکڑوں میں تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک خاص بات یہ تھی کہ اس وقت تک ہندوی، ہندی ~~[illegible]~~ اردو عام طور پر رابطے کی زبان کے طور پر رائج تھی۔ اسے بہت سے لوگ ہندوستانی زبان بھی کہتے تھے۔ حکومت برطانیہ نے طے کیا کہ اگر انگلینڈ سے آنے والے افسر اس رابطے کی زبان کو سیکھ لیں تو ان کا کام آسان ہو جائے گا۔ اسی فیصلے کے تحت کلکتہ کے قلعہ فورٹ ولیم کو کالج کی شکل دی گئی۔ اور یہ بھی فیصلہ لیا گیا کہ اس میں اردو اور ہندی دونوں کے شعبے ہوں گے۔ اس وقت ہندوستان کی زبان فارسی اور دیوناگری دونوں رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ اس لئے دونوں کو الگ الگ پڑھانے کا فیصلہ لیا گیا —

کالج کے کھلتے ہی نصاب کا مسئلہ سامنے آیا۔ ایسی کتابیں پہلے سے تیار نہیں تھیں جو نئی زبان سیکھنے والوں کے لئے کارآمد ہوں۔ اردو میں نثری کتابیں کم تھیں اور جو تھیں وہ فارسی کے اثر سے بہت بوجھل تھیں۔ اس کو پڑھ کر عوام کی بات چیت کی زبان نہیں سیکھی جا سکتی تھی۔ اور انگریزوں کو ضرورت تھی مقامی زبان، رسم و رواج، کھانا پینا، رہن سہن وغیرہ کی جانکاری حاصل کرنا۔ اس لحاظ سے یہ چند کتابیں کسی کام کی نہیں تھیں۔ کالج کے پرنسپل جان گلکرسٹ مقامی زبان کے ماہر تھے انہوں نے سات سال تک فیض آباد، غازی پور، لکھنؤ اور دہلی میں رہ کر لوگوں سے یہ زبان سیکھی تھی انہوں نے اس دشواری کو سمجھا اور فیصلہ کیا کہ کالج کے لئے یہاں کی ضرورت کے مطابق نئی کتابیں تیار کرائی جائیں۔

Scanned with CamScanner

اس کام کے لیے جو لوگ چنے گئے ان میں میر شیر علی افسوس، میر بہادر علی حسینی، سید حیدر بخش حیدری، میرزا علی لطف، مظہر علی خان ولا مرزا کاظم علی جوان، نہال چند لاہوری اور میر امن تھے۔

میر امن 1733 میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ نادر شاہ درانی کے حملے میں ان کا گھر بھی لٹا۔ 1753ء میں سورج مل جاٹ نے ان کی خاندانی جاگیر چھین لی۔ مجبور ہو کر 1761ء میں دہلی چھوڑا اور زندگی کے 35 برس عظیم آباد میں بسر کئے۔ 1798ء میں کلکتہ چلے گئے۔ وہاں میر بہادر علی حسینی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے جان گلکرسٹ سے ملاقات کرا دیا۔ گلکرسٹ نے میر امن کو فوراً فورٹ ولیم کالج سے منسلک کر دیا۔ اور ان کو اردو ترجمہ کا کام سونپ دیا۔ جان گلکرسٹ سے میر امن کی ملاقات 1801ء میں ہوئی تھی۔ اسی سال میر امن نے اپنا وہ شاہکار کارنامہ انجام دیا جس کے لیے وہ آج بھی یاد کئے جاتے ہیں۔ یہ شاہکار ہے "باغ و بہار"

باغ و بہار کا اصل قصہ امیر خسرو کا تصنیف کردہ ہے۔ اس فارسی قصے کو میر محمد حسین عطا تحسین نے محمد شاہ کے زمانے میں اردو ترجمہ کیا لیکن زبان فارسی آمیز تھی۔ میر امن نے اسے آسان زبان میں ڈھال دیا۔ زبان کے علاوہ اس میں ایک خوبی اس کی دلچسپ قصہ گوئی ہے۔ کیونکہ پوری کتاب پڑھنے والے کی دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ اور تجسس قائم رہتا ہے کہیں بھی بوجھل پن کا احساس نہیں ہوتا۔ باغ و بہار بنیادی طور پر داستان ہے اور داستان کے کردار حقیقی کم اور فرضی زیادہ ہوتے ہیں۔ میر امن بھی کردار نگاری میں کوئی کمال نہیں دکھا سکے۔ لیکن تمام نقادوں نے باغ و بہار میں کٹنی کے کردار کی تعریف کی ہے۔

مکالمہ نگاری باغ و بہار کی جان ہے۔ اس میں کرداروں کے مطابق زبان کا استعمال کر کے میر امن نے اپنی تخلیقی صلاحیت کا بھرپور ثبوت دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو کے معتبر ناقدین نے اس کی تعریف کی ہے۔ کلیم الدین احمد نے لکھا ہے:

"سادگی و پرکاری بیک وقت جمع ہیں۔"

ڈاکٹر سید عبداللہ کی رائے ہیں:

"باغ و بہار اردو نثر کی پہلی زندہ کتاب قرار پاتی ہے۔"

وقار عظیم لکھتے ہیں:

"اس کی سب سے بڑی خوبی فصاحت و بلاغت ہے۔"

پروفیسر رشید حسن احمد خان کا قول ہے:

"باغ و بہار پاکیزہ اور شفاف اردو کا ابلتا ہوا چشمہ ہے۔"

آج بھی باغ و بہار کی ادبی اور تاریخی ~~[illegible]~~ اہمیت کم نہیں ہوئی۔ میر امن نے اردو نثر کو جو سلاست دی اسی پر آج کے نثر نگار گامزن ہیں۔ اگر میر امن نے باغ و بہار جیسا نمونہ پیش نہ کیا ہوتا تو اردو کو آسان لب و لہجہ اختیار کرنے میں مزید پچاس سال کا وقت لگتا۔

1806ء میں میر امن فورٹ ولیم کالج سے سبکدوش ہوئے اور اسی سال ان کا انتقال ہوا۔ لیکن ان کا نام اردو ادب میں ہمیشہ زندہ ہے اور رہے گا۔